AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

عہد نبوی ﷺ میں کتبِ سابقہ کے متنی نسخے: استشراقی مستدلات کا تاریخی و تنقیدی مطالعہ

The Availability of Biblical Manuscripts in 7th-Century Arabia: A Critique of Orientalist Hypotheses on Quranic Origins

Dr. Muhammad Tayyab usmani
Incharge: Department of Islamic Studies,
Baba Guru Nanak University, Nankana Sahib
tayyab.usmani@bgnu.edu.pk

Abstract

The geographical and cultural milieu of 7th-century Arabia, while lacking a unified political structure, was intellectually vibrant and religiously diverse. It served as a crossroads for ancient tribal beliefs and monotheistic influences. Orientalist scholars have long argued that the Quranic narratives and legal frameworks were derived from pre-existing Arabic translations or detailed oral/written versions of the Torah and the Gospels available in the Hejaz.This research critically evaluates this hypothesis by addressing two fundamental questions: Were physical manuscripts of the Torah and Gospels present during the Prophetic era, and did Arabic translations of the Bible exist at that time? Through a rigorous analysis of Quranic verses, Hadith literature (specifically from Sahih Bukhari), and the historical insights of scholars like Sidney Griffith and Richard Bell, this study demonstrates that while Hebrew and Syriac manuscripts existed among the Jewish and Christian communities of Medina and Mecca, they were often fragmentary or sectarian in nature. Furthermore, historical and linguistic evidence refutes the existence of a standardized Arabic Bible during the 7th century. The study concludes that the Quranic discourse on previous scriptures serves as a divine confirmation and guardian (Muhaymin) rather than a product of contemporary literary borrowing, as suggested by the Orientalist tradition.

Keywords: *Quranic Studies, Orientalism, 7th-Century Arabia, Biblical Intertextuality, Arabic Bible Translations, Pre-Islamic Hejaz, Muhaymin, Sidney Griffith, Hadith Literature, Manuscript Culture*

اسلام کا ظہور جزیرہ نما عرب کے جس جغرافیائی اور تمدنی ماحول میں ہوا وہ اپنی ساخت میں اگرچہ سیاسی وحدت سے عاری اور کسی بڑی عالمی سلطنت کے براہِ راست زیرِ نگیں نہ تھا، مگر فکری اور مذہبی اعتبار سے یہ خطہ غیر معمولی طور پر بیدار اور متنوع رجحانات کا حامل تھا۔ ساتویں صدی عیسوی کا عرب معاشرہ محض بت پرستی کا گہوارہ نہیں تھا بلکہ یہ مختلف الہامی ادیان اور قدیم تہذیبوں کے مذہبی اثرات کا سنگم بن چکا تھا۔ اس سرزمین پر ایک طرف صحرائے عرب کے قدیم قبائلی معتقدات اپنی جڑیں رکھے ہوئے تھے تو دوسری طرف شمال اور جنوب سے آنے والی وحدانیت کی لہریں اسے مسلسل متاثر کر رہی تھیں۔ قرآن کریم نے اپنے نزول کے دوران جس اسلوب میں "اہلِ کتاب" کو مخاطب کیا اور ان کے عقائد، تاریخ اور کتبِ سابقہ کے مندرجات کی طرف جو اشارات کیے، وہ اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں کہ اس دور کے عربوں کے شعور میں تورات، انجیل اور ان سے وابستہ مذہبی روایات کسی نہ کسی سطح پر موجود تھیں۔ اس مطالعے کی اہمیت معاصر علمی دنیا میں اس وقت مزید دوچند ہو جاتی ہے جب ہم مستشرقین اور مسلم مفکرین کے درمیان جاری اس قدیم اور حساس بحث کا جائزہ لیتے ہیں کہ قرآن اور کتبِ سابقہ کا باہمی تعلق کس نوعیت کا ہے؟ مستشرقین کی ایک بڑی تعداد اور یہودی و مسیحی ناقدینِ متنِ قرآنی جن میں ابراہم گائیگر اور ولیم سینٹ کلیئر ٹسڈال جیسے نام پیش پیش رہے ہیں، اس مفروضے پر اصرار کرتی آئی ہے کہ عہدِ نبوی میں سابقہ الہامی کتب کے عربی تراجم یا کم از کم ان کے تفصیلی اجزاء تحریری و زبانی صورت میں اس قدر عام تھے کہ قرآن کریم نے ان مضامین کو وہیں سے اخذ کیا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے قصص، احکام اور کائناتی تصورات دراصل انھی قدیم یہودی و مسیحی روایات کی بازگشت ہیں جو اس دور کے تجارتی قافلوں اور مذہبی مباحثوں کے ذریعے حجاز کے گلی کوچوں تک پہنچ چکی تھیں۔ ان کے نزدیک قرآن کی عالمگیریت وحی کے بجائے ایک ایسی سماجی اور مذہبی اثر پذیری کا نتیجہ ہے جو گردوپیش کے علمی ماحول سے شعوری یا لاشعوری طور پر حاصل کی گئی۔ یہ نکتہ نظر تاریخ ادیان کے مغربی مطالعے میں ایک مستقل دبستان کی حیثیت رکھتا ہے جو قرآن کو وحیِ الٰہی کے بجائے ایک تاریخی دستاویز کے طور پر پرکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

تحقیق کا بنیادی مفروضہ:

قصصِ قرآن کے مآخذ پر استشراقی مطالعات کی بنیاد اس اہم نکتہ پر قائم ہے کہ آپ ﷺ کے مذہبی بیانات بالخصوص انبیاء وغیر انبیاء کے احوال سے متعلقہ بیانات اہل کتاب مسیحی ویہودی مصادر سے استفادہ کا ثمرہ ہیں۔ اس مفروضہ کے تناظر میں دو اہم سوال پیدا ہوتے ہیں:۔

1. کیا عہدِ نبوی ﷺ میں توریت وانجیل اور زبور کے نسخے موجود تھے؟
2. کیا زمانۂ رسالت ﷺ میں عربی بائبل کے نسخے موجود تھے؟

مبحثِ اول: کیا عہدِ نبوی ﷺ کے زمانے میں توریت وانجیل کے نسخے موجود تھے؟

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے، اس بارے میں ہمارے پاس قرآن وحدیث کے متنی شواہد موجود ہیں جو اس بات کی جانب مشیر ہیں کہ مکہ ومدینہ میں نبی اُمّی ﷺ کے زمانے میں تورات وانجیل اور زبور کے نسخے موجود تھے۔

1- نسخہ تورات کی موجودگی: قرآن کریم کی روشنی میں:-

قرآن حکیم کی ان آیات میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں تورات کے نسخے موجود تھے:-

1-ارشادِ خداوند تعالیٰ ہے:-

" وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ"[1]

ترجمہ: اور میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ اس کتاب کی تائید میں ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، لہٰذا سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بن جاؤ۔ تھوڑی قیمت پر میری آیات کو نہ بیچ ڈالو اور میرے غضب سے بچو۔

2-ارشادِ خداوند تعالیٰ ہے:-

" وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ"[2]

ترجمہ: ان میں ایک دوسرا گروہ امیّوں کا ہے، جو کتاب کا علم رکھتے نہیں، بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کو لیے بیٹھے ہیں اور محض وہم وگمان پر چلے جارہے ہیں۔ پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلیں 90۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لیے موجب ہلاکت ہے۔

3-ارشادِ خداوند تعالیٰ ہے:-

" اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ"[3]

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔

3-ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

"كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَاۗءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"[4]

ترجمہ: کھانے کی یہ ساری چیزیں (جو شریعت محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں، البتہ بعض چیزیں

ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل کیے جانے سے پہلے اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ ان سے کہو، اگر تم (اپنے

اعتراض میں) سچے ہو تو لاؤ تورات اور پیش کرو اس کی کوئی عبارت۔

4-ارشادِ ربانی ہے:۔

"وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ"[5]

ترجمہ: پھر اے محمد! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ اگرچہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

5-ارشادِ ربانی ہے:۔

"قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"[6]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ "اے اہل کتاب! تم ہر گز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں"۔ ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھادے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔﴿یقین جانو کہ یہاں اجارہ کسی کا بھی نہیں ہے﴾

6-ارشادِ خداوندی ہے:۔

" اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ"[7]

ترجمہ:﴿پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے﴾ جو اس پیغمبر نبی امّی کی پیروی اختیار کریں، جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔

7-ارشادِ خداوندی ہے:۔

" اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ "[8]

ترجمہ: کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا جا چکا ہے کہ اللہ کے نام پر وہی بات کہیں جو حق ہو؟ اور یہ خود پڑھ چکے ہیں جو کتاب میں لکھا ہے۔

8-ارشادِ خداوندی ہے:۔

"قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "[9]

ترجمہ: اے نبی، ان سے کہو، "کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا بھی کہ وہ ہستیاں ہیں کیا جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے، یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کیا حصہ ہے۔ اس سے پہلے آئی ہوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ (ان عقائد کے ثبوت میں) تمہارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو"۔

9-ارشادِ خداوندی ہے:۔

" اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ"[10]

ترجمہ: جن لوگوں کو توراۃ کا حامل بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اس سے بھی زیادہ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا ہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔

نسخہ تورات کی موجودگی: احادیث کی روشنی میں:-

نسخہ تورات کی موجودگی کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث شواہد پیش کرتی ہیں کہ اس کے نسخے موجود تھے:-

1- صحیح بخاری میں روایت ہے:-

" حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ـ رضى الله عنهما ـ أَنَّ الْيَهُودَ، جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ ". فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ. فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ ارْفَعْ يَدَكَ. فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَرُجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ."[11]

ترجمہ: م سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبد اللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بیشک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا۔ یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا۔ اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

2-" كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة "میں امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

" حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لأَهْلِ الإِسْلاَمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " لاَ تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ، وَلاَ تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا {آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ} ". الآيَةَ."[12]

ترجمہ: مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو علی بن المبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کتاب توریت عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کے لیے عربی میں کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو کیونکہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے تم پر نازل ہوا آخر آیت تک جو سورۃ البقرہ میں ہے۔

2- نسخۂ انجیل کی موجودگی: قرآن کریم کی روشنی میں:۔

1-ارشادِ خداوند عزوجل ہے:۔

"وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ" [13]

ترجمہ: ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

2-ارشادِ ربانی ہے:۔

"قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"[14]

ترجمہ: صاف کہہ دو کہ " اے اہل کتاب! تم ہر گز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں"۔ ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل کیا گیا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھادے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔﴿یقین جانو کہ یہاں اجارہ کسی کا بھی نہیں ہے﴾

3- ارشادِ خداوندی ہے:۔

" اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ"[15]

ترجمہ: ﴿پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے﴾ جو اس پیغمبر نبی امّی کی پیروی اختیار کریں ، جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔

نسخۂ انجیل کی موجودگی: احادیث کی روشنی میں:۔

1- "باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللهﷺ" میں امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

" ---------- فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ ـ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، ------------"[16]

ترجمہ: پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تورات کا عبرانی نسخہ یہودِ مدینہ کے پاس موجود تھا جبکہ انجیل کا عبرانی نسخہ ورقہ بن نوفل کے پاس موجود تھا۔

3- نسخۂ زبور کی موجودگی: قرآن کریم کی روشنی میں:۔

عہد رسالت ﷺ میں نسخۂ زبور کی موجودگی کا ثبوت نہیں ملتا مگر ایک آیتِ زبور قرآن میں ایسی ہے جس کے بارے میں ایرون آئی جے روزنتھال کا یہ دعوی ہے کہ وہ زبور کی آیت ہے، وہ لکھتا ہے:۔

" The only literal qutation from the Hebrew Bible, Psalms, after the remembrance, [is] " The Erath shall be the inheritance of my righteous

servants, Surely in this is a massage delivered unto a people who serve."(Arberry)."[17]

وہ آیت یہ ہے، ارشادِ خداوند عزوجل ہے:۔

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ"

18

ترجمہ: اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔

زبور کی اس آیت کا تحریری شاہد قرآن کریم ہے۔اس کا لازم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس آیت کی موجودگی کی اصل قرآنی متن ہے نہ کہ زبور کا تحریری متن۔

مبحثِ دوم: کیا زمانۂ رسالت ﷺ میں عربی بائبل کے نسخے موجود تھے؟

جتنے شواہد اوپر بیان ہوئے ان کی بنیاد پر یہ بات تو طے ہو گئی کہ حینِ حیات مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کے پاس تورات وانجیل کے تحریری نسخے موجود تھے۔ شواہد اس بات پر بھی دال ہیں کہ وہ نسخے عربی زبان میں نہیں بلکہ عبرانی میں تھے۔ تورات کا عربی ترجمہ تو بالاتفاق موجود نہ تھا۔رہا معاملہ عربی انجیل کا تو اس بارے میں جامع بخاری میں دو روایات ایسی ہیں جو اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں عربی انجیل موجود تھی:۔

" كتاب احاديث الانبياء صلوات الله عليهم "میں امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:۔

" فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهْوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ"[19]

ترجمہ: پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان میں کتاب لکھا کرتے تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عربی زبان میں لکھا کرتے تھے۔

اس حدیث کو بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ امام مسلم نے بھی نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری کی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حینِ حیات طیبہ میں عربی انجیل موجود تھی۔ بخاری شریف کی " باب كيف كان بدء الوحى الى رسول الله ﷺ " کی روایت کے الفاظ " وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ "اور" كتاب احاديث الانبياء

صلوات الله علیھم" کی روایت کے الفاظ " وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ "باہمی تناقض ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ان دونوں احادیث کے بارے میں رائے یہ ہے دونوں روایات درست ہونے کا امکان ہو کہ وہ دونوں زبانوں میں لکھتے ہوں:۔

" قوله"فكان يكتب الكتاب العبرانی فيكتب من الانجيل بالعبرانية" وفی رواية يونس و معمر: ويكتب الانجيل من الانجيل بالعربية ۔ ولمسلم: فكان يكتب الكتاب العربی ۔ والجميع صحيح۔ لان ورقة تعلم اللسان العبرانی والكتاب العبرانية فكان يكتب الكتاب العبرانی كما كان يكتب الكتاب العربی، للتكمنه من الكتابين واللسانين"[20]

اصل سوال یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں عربی بائبل موجود تھی؟ پہلی عبارت اس بات کی نفی کرتی ہے جبکہ دوسری عبارت

اس بارے میں اثبات مہیا کر رہی ہے۔ عربی بائبل کی تاریخ کے بارے میں مسیحی محققین کی رائے یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں موجود نہ تھی "Sidney Griffith" کے بقول عربی بائبل کے کچھ حصے مسلمانوں نے استعمال کیے:۔

"The most important evidence for the earliest translations of the Bible into Arabic is to be found in the surviving manuscripts that have preserved these translations down to modern times. But there are also references in the historical literature, which is for the most part of Muslim origin, that speak of the early translations, and it seems best to mention them in the first place and then to discuss the evidence of preserved manuscripts."[21]

ابن اسحاق و ابن ہشام نے "السيرة النبوية" میں انجیل کے الفاظ استعمال کیے، "Baumstark" کا کہنا ہے کہ ابن اسحاق نے بشپ رابلا ایڈیسا کے زمانے یعنی پانچویں صدی کا نسخہ استعمال کیا ہے:۔

" Baumstark noticed that the Gospel quotations of Ibn Ishaq in the eighth century originated from a very peculiar Syriac version which was preserved only in a Palestinian Syriac lectionary of the Gospels. Moreover, he points out that early Muslim authors of the ninth century (e.g. Ibn Qutayba in Kitab al-maarif, and at-Tabri in Kitab ad-din wad-dawla) cited a few passages of the Gospels in Arabic from a Syriac Vorlage which is neither the Peshitta nor the Harklean but rather an old Syriac version. Since Baumstark believed that the old Syriac version disappeared under the ruling of Bishop Rabulla of Edessa (411-435), he went on to claim that there must have been an Arabic version of the Gospels translated from an old Syriac Vorlage, made long before Islam, and used by Muslim scholars in the eighth/ninth century."[22]

بامسٹرک پر تنقید کرتے ہوئے سڈنی کا یہ کہنا ہے کہ ابن اسحاق کا قدیم نسخے سے استفادے کا کوئی ثبوت نہیں ہے:۔

"There is every reason to believe that he [Ibn Ishaq] found it [a version of the Gospel] in Syriac, and that he alone, or with the help of an Arabic speaking Christian, put it into an Arabic idiom that would be both comprehensible and doctrinally reinforcing to Muslim readers. There is no reason to believe that Ibn Ishaq's quotation is dependent upon a pre-existent, Christian, Arabic version of the Gospel."[23]

سڈنی گریفتھ کے بقول آٹھویں/نویں صدی عیسوی میں عربی بائبل تورات وانجیل سمیت ترجمہ سبعینیہ کے عربی تراجم ہوئے:۔

" According to the Muslim historian, Abul-Hasan Ali al-Masudi (d.956 CE) one of the best-known Christian translators of the Baghdad translation movement, Hunayn ibn Ishaq (808–873), translated a portion of the Bible into Arabic from the Greek of the Septuagint. As al-Masudi put it in regard to the Septuagint, "This text has been translated a number of times into Arabic by earlier and more recent scholars, among them Hunayn ibn Ishaq. For most people it [i.e., the Septuagint] is the soundest of the texts of the Torah." While no trace of Hunayn's translation seems to have survived, al-Masudis remark that by his time the Bible had been translated a number of times into Arabic certainly rings true. The famous bio-bibliographer, Anul-Faraj Muhammad ibn Ishaq ibn an-Nadīm (d.995/8), speaks in his Kitab al-Fihrist of the translations made by one Ahmad ibn ʿAbd Allah ibn Salam, a scholar of the time of Harun ar-Rashid (786–809)."[24]

تین مقامات شام کے شمال مغرب، حبشہ اور مسوپتامیہ کے علاوہ عرب قبائل میں مسیحیت اپنا اثر ہی کھو چکی تھی ، رچرڈ بیل لکھتے ہیں:۔

"What we have to do with is not a native Arab Church, or any deep impression of Christianity upon the Arab tribes, though some of them were Christian in name, but rather with Christian Churches on the confines of Arabia exercising upon the ruder inhabitants of the Peninsula a certain amount of influence and attraction. In this way a certain knowledge of Christianity must have been diffused throughout Arabia. This influence of Christianity upon Arabia came principally from three centres, viz. Syria in the north-west, Mesopotamia in the north-east, and Abyssinia in the west, which may have exercised its influence directly across the Red Sea, but did so principally, as we shall see, by way of Yaman in the south, which was for a time subject to an Abyssinian dynasty."[25]

اس سے رچرڈ بیل نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب اثر ہی باقی نہیں رہا تو چرچ کے لیے کلیسائی رسوم کے لیے مسیحیوں کی زبان آرامی ہی رہی۔ کلیسا میں عربی زبان کی کوئی شہادت نہیں ملتی اور نہ ہی عربی بائبل کے کوئی ٹھوس شواہد ملے ہیں، وہ لکھتے ہیں:۔

"Muhammadan translations of the Bible into Arabic-and that is strong proof that Christianity had not found any footing at all among the Arabs in early times", is fairly conclusive. It is borne out by study of conditions at a later period. The language of Christianity in the East was Aramaic (or Syriac), and there is no evidence of a Christian Church using Arabic in its services."[26]

مذکورہ شواہد سے معلوم ہوا کہ زمانہ نبوت سے ماقبل ومابعد آٹھویں صدی تک عربی بائبل کا وجود بھی نہیں تھا۔ مزید براں ورقہ کے پاس جو کچھ عبرانی یا کسی دوسری زبان کا مواد تھا وہ بھی انتہائی ناقص حالت میں تھا، ولیم میور لکھتا ہے:۔

The Gospel, therefore, was not altogether unknown at Mecca, though in an imperfect and garbled form. Four "Inquirers" are spoken of by tradition as in search of the "true religion," at that time expected to appear. One of these was the aged Waraca, a cousin of Khadija, who is said to have written out some parts."[27]

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ دورِ رسالت میں انجیل کے انتہائی ناقص نسخے موجود تھے جبکہ عربی بائبل تو بالکل موجود نہ تھی۔ صحیح بخاری کی پہلی عبرانی والی روایت درست معلوم ہوتی ہے جبکہ دلائل کی بنیاد پر عربی انجیل والی روایت میں سہو کاتب محسوس ہوتا ہے۔ عربی کے علاوہ عبرانی و سریانی میں موجود نسخوں میں انتہائی تضادات واختلاف کی بھرمار تھی اور یہ متنی اختلافات کبھی کبھی خون ریزی کی وجہ بھی بن جایا کرتے تھے، لیزلے ہزلٹن لکھتی ہے:۔

" The differences went deeper than legend, however. Christians and Jews both venerated the Bible, yet they held up different versions of it. And when it what these books might mean, there was intense argument not only between but within the two monotheisms. Jews were divided between the teachings of this rabbi or that, between the Jerusalem Talmud and the new Babylonian one, or between legalism and messianism. And the Christians were still more deeply divided, caught up in bitter and sometimes violent internecine rivalry. Seemingly abstruse questions as to whether Jesus was both God and man, or God in human form —whether he had one nature or two— had become highly politicized, creating such deep rifts that the Byzantine Empire was essentially at war with itself as various provinces sided with one theopolitical entity or another.28

ابراہم گائیگر کے بقول آپ ﷺ کو کتبِ بائبل اور ان کے مخطوطات کے داخلی مضامین کی اطلاع اور متن تک رسائی نہ تھی۔ وہ لکھتا ہے:۔

" Though we must not conclude from this that the Jews knew nothing of the Scriptures and, though we hear of schools among them and even of their reading the sacred writings in the original, still we must doubt, if there was any widely diffused critical knowledge of the Scriptures, and we may be quite

certain that Muhammad himself possessed none. Many passages testify to this. First, we may take a passage already quoted, where he says he had formerly no knowledge of reading and writing, and then Sura XLII. 52,7 where he denies any previous acquaintance with " the Book" or the " Faith."[29]

وہ مزید لکھتا ہے:۔

"…because of his own ignorance especially, but also on account of that of the Jews around him, Muhammad could attain to no knowledge of the Hebrew Scriptures, though on the other hand he had abundant opportunity to study Judaism with its wealth of tradition and legend as it lived in the mouth of the people."[30]

زیرِ نظر مطالعہ اس اہم حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مستشرقین کی جانب سے قرآن کریم کے مآخذ کو عہدِ نبوی ﷺ میں موجود کتبِ سابقہ کے عربی تراجم یا نسخوں میں تلاش کرنے کی کوششیں تاریخی اور علمی بنیادوں پر استوار نہیں ہیں۔ تحقیق کے دوران سامنے آنے والے شواہد سے یہ نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- **تاریخی تناظر:** اگرچہ عہدِ رسالت میں حجاز کے فکری ماحول میں تورات وانجیل کے عبرانی اور سریانی نسخوں کی موجودگی کے اشارات ملتے ہیں، لیکن یہ نسخے مخصوص مذہبی حلقوں تک محدود تھے اور ان کی حیثیت بھی متنی طور پر مستحکم نہیں تھی۔
- **عربی تراجم کا فقدان:** لسانی اور تاریخی شواہد اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں بائبل کا کوئی باقاعدہ عربی ترجمہ موجود تھا۔ مستشرقین کے مآخذ سے متعلق دعوے محض قیاسات پر مبنی ہیں، کیونکہ اس دور میں عربی زبان ابھی ترجمے کی ان پیچیدگیوں اور مذہبی اصطلاحات کی منتقلی کے لیے اس سطح پر استعمال نہیں ہو رہی تھی جیسا کہ بعد کی صدیوں میں (آٹھویں/نویں صدی عیسوی) نظر آتا ہے۔
- **مستشرقین کے تضادات:** ناقدین کے نظریات کا داخلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک طرف قرآن کو "اخذ شدہ" ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف خود اعتراف کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ان کتب کے اصلی متن تک رسائی ممکن نہ تھی۔ یہ تضاد ثابت کرتا ہے کہ ان کے اعتراضات علمی سے زیادہ نظریاتی (Ideological) بنیادوں پر قائم تھے۔
- **قرآن کی انفرادی حیثیت:** قرآن حکیم نے کتبِ سابقہ کے جن قصص اور احکام کا ذکر کیا ہے، وہ ان کتب کے بگڑے ہوئے اور اختلافی نسخوں سے استفادہ نہیں ہے، بلکہ "وحیِ الٰہی" ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔ قرآن کی حیثیت ان کتب کے لیے "مصدق" (تصدیق کرنے والا) اور "مہیمن" (نگہبان و نگران) کی ہے، جو ان کتب میں انسانی ہاتھوں سے ہونے والی تحریفات اور متنی اختلافات کی تصحیح کرتا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن،2/41

[2] القرآن،2/78-79

[3] القرآن،2/121

[4] القرآن،3/48

[5] القرآن،5/48

[6] القرآن،5/68

[7] القرآن،7/157

[8] القرآن،7/169

[9] القرآن،46/4

[10] القرآن،62/5

[11] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، باب بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی: يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ، رقم الحدیث:3536

[12] المصدر السابق، باب قول النبی ﷺ : لا تسالوا اھل الکتاب عن شئ، رقم الحدیث:7362

[13] القرآن،5/47

[14] القرآن،5/68

[15] القرآن،7/157

[16] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ؟، رقم الحدیث:3

[17] Erwin I. J. Rosenthal, *Judaism and Islam* (London: Thomas Yoseloff, 1961), 14.

[18] القرآن،21/105

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، باب واذکر الکتاب موسی، رقم الحدیث:4953

[20] العسقلانی، ابن حجر، **فتح الباری**، دار السلام، ریاض، 2000م، 1/34

[21] Sidney H. Griffith, *The Bible in Arabic: The Scriptures of the "People of the Book" in the Language of Islam* (Princeton: Princeton University Press, 2013), Kindle locations 2643–2646.

[22] Hikmat Kashouh, *The Arabic Versions of the Gospels: The Manuscripts and Their Families*, Arbeiten zur neutestamentlichen Textforschung 42 (Berlin: De Gruyter, 2012), 20.

[23] Ibid

[24] Griffith, *Bible in Arabic*, Kindle locations, 2648-2655.

[25] Bell, Richard. *The Origin of Islam in Its Christian Environment*. London: Macmillan, 1926.

[26] Ibid

[27] William Muir, *The Coran: Its Composition and Teaching; and the Testimony It Bears to the Holy Scriptures* (London: Society for Promoting Christian Knowledge, 1878), 10.

[28] Lesley Hazleton, *The First Muslim: The Story of Muhammad* (New York: Riverhead Books, 2013), 58.

[29] Abraham Geiger, *Judaism and Islam*, trans. F. M. Young (Madras: M.D.C.S.P.C.K. Press, 1898), 18.

[30] Ibid